محدث فتویٰ

سوال

میں تیونس کا شہری ہوں میرا ایک تیونسی لڑکی سے تعارف ہوا جس کے پاس فرانس کی شہریت تھی، یہ لڑکی اپنے لباس اور معاملات میں یورپ کی نقالی کرتی چنانچہ میں نے اسے نماز ادا کرنے اور پردہ کرنے کی دعوت دی تو اس نے اسے قبول کرلیا اور اسے تسلیم کرتے ہوئے پردہ کرنے لگی لہذا میں نے اس سے منگنی کرلی لیکن ایک ماہ بعد ہی وہ پھر اسی طرح ہوگئی اور مجھے کہنے لگی شادی کے بعد کروں گی، اس لیے میں اس سے شادی پر مجبور ہوگیا میرا خیال یہ تھا کہ وہ غلط اور بری سوسائٹی اور غلط قسم کی سہیلیوں اور دوست واحباب سے دور ہو دین پر عمل کرنے لگے گی، میں اسے ہر وقت دین پر عمل کرنے کی نصیحت کرتا رہتا لیکن اس کی والدہ ہمیشہ اس کی سوچ پر مسلط رہی اور اسے کہتی " تم ابھی چھوٹی ہو، اپنی زندگی گزارو، ابھی پردہ کرنے اور نماز ادا کرنے کا وقت نہیں " وہ ہمیشہ میری توہین کرتی اور مجھ پر سب وشتم کرتی لیکن میں صبر سے کام لیتا رہا اس وقت میری بیوی فرانس میں ہے اور وہ آٹھ ماہ کی حاملہ بھی ہے، لیکن میں تیونس میں ویزہ کا انتظار کر رہا ہوں تاکہ بیوی کے پاس جاسکوں، کیونکہ میں نے اپنی ملازمت چھوڑ دی ہے اور استعفی دے دیا ہے کیونکہ مجھے دینی غیرت ہے، اور میں اب بھی اسے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ان یورپی عادات سے باز آجائے جس کی کوئی دلیل اور اصل نہیں اور نہ ہی دین ہے بلکہ وہ اسے چھوڑ کر اچھائی اور نیکی کی طرف واپس پلٹ آئے لیکن وہ انہیں عادات پر مصر ہے چنانچہ میں بہت تنگ ہوگیا اور ٹیلی فون پر ہمارا جھگڑا بھی ہوا تو وہ مجھے اور میری والدہ کو گالیاں دینے لگی اور سارے خاندان کو برا کہنے لگی، اور ایسی کلام کی جو میں نے ساری زندگی اپنی زبان سے نہیں نکالی تھی، چنانچہ میں نے غصہ کی حالت میں فرانسیسی زبان میں اسے کہا : "tuesdévorcée، tuesdévorcée، esdévorcéetu" اس سے میرا اسے تین طلاق دینے کا مقصد تھا، اب میں اپنے اس معاملہ میں پریشان ہوں، برائے مہربانی میں یہ بتائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے ؟ یہ علم میں رکھیں کہ بچہ بھی پیدا ہونے والا ہے، میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے جلد بازی میں غلطی کرلی ہے، اللہ نے جو چاہا وہی ہوا، اب میں آپ کے جواب کا انتظار کر رہا ہوں

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود وسلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد از اں :

اول :

آدمی کا طلاق کے الفاظ ادا کرنے میں جلد بازی سے کام لینا بہت بڑی غلطی ہے، کیونکہ بعض اوقات اس سے نہ چاہتے ہوئے بھی خاندان کا شیرازہ بکھر جاتا ہے، اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے طلاق اس لیے مشروع نہیں کی کہ اس سے غصہ ٹھنڈا کیا جائے، بلکہ طلاق تو مشروع اس لیے کی ہے تاکہ آدمی اسے اس صورت اور حالت میں استعمال کرے جب وہ نکاح کو ختم کرنا چاہتا ہو، اور یہ بھی اس صورت میں جب نکاح ختم کرنے کا کوئی سبب پایا جائے

اس بنا پر آپ کو اپنی زبان کی حفاظت کرتے ہوئے غصہ یا پھر خوشی ہر حالت میں طلاق کے الفاظ ادا کرنے سے محفوظ رکھنا چاہیے

دوم :

غصہ کی حالت میں طلاق دینے والے کی تین حالتیں ہیں :

پہلی حالت :

غصہ اتنا کم ہو کہ وہ اس کے ارادہ اور اختیار پر اثر انداز نہ ہو، تو اس حالت میں دی گئی طلاق صحیح ہے اور یہ واقع ہو جائیگی

دوسری حالت :

اگر غصہ اتنا شدید ہوکہ اسے علم ہی نہ رہے کہ وہ زبان سے کیا نکال رہا ہے، اوراسے شعورتک نہ ہو تو اس حالت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ یہ مجنون اورپاگل کی جگہ شمار ہوگا جس کے اقوال کا مؤاخذہ نہیں ہے

ان دونوں حالتوں کے حکم میں علماء کرام کا کوئی اختلاف نہیں، لیکن تیسری حالت باقی ہے وہ کہ :

تیسری حالت :

اتنا شدید غصہ جو آدمی کے ارادہ پر اثرانداز ہوجائے اوروہ ایسی کلام کرنے لگے جس پراس کا کنٹرول نہ ہو گویا کہ اس سے یہ بات نکلوائی جارہی ہے، اوراپنے اقوال اورافعال پر اسے کنٹرول نہ رہے

توغصہ کی یہ قسم ایسی ہے جس کے حکم میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے، لیکن راجح یہی ہے جیسا کہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا کہنا ہے یہ طلاق بھی واقع نہیں ہوتی، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"شدید غصہ اورجبر کی حالت میں نہ تو طلاق ہے اورنہ ہی آزادی"

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2046) علامہ البانی رحمہ اللہ نے الارواء الغلیل (2047) میں اسے صحیح قرار دیا ہے

اغلاق کا معنی علماء نے یہ کیا ہے کہ : اکراہ یعنی جبر اور شدید غصہ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اوران کے شاگرد ابن قیم رحمہ اللہ نے اس قول کو ہی اختیار کیا ہے، اوراس سلسلہ ایک مشہور کتابچہ بھی "اغاثۃ اللھفان فی حکم طلاق الغضبان" کے نام سے تالیف کیا ہے

مزید آپ سوال نمبر (45174) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں

اس بنا پر اگر آپ کا غصہ اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ اس نے آپ کو یہ الفاظ ادا کرنے پر مجبور کردیا، کہ اگر یہ غصہ نہ ہوتا تو آپ طلاق نہ دیتے، تو اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی

سوم :

اگر آدمی اپنی بیوی کو کہے : تجھے طلاق تجھے طلاق تجھے طلاق، یا پھر وہ کہے "تجھے تین طلاقیں " تو اس سے ایک طلاق ہی واقع ہوگی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اوران کے شاگرد ابن قیم رحمہم اللہ نے اسے ہی اختیار کیا ہے، اورمعاصر علماء کرام میں سے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اسے راجح قرار دیا ہے "

دیکھیں : الشرح الممتع (42/13).

واللہ اعلم.

الاسلام سوال وجواب